فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ-ایک مطالعہ

Qaseeda Meemia of Farzudaq Tameemi - A study

Mazhar Hussain Bhadro

Dr. Muhammad Abid Nadeem

Abstract:

Allama Usaid-ul-Haq Badayuni (1975-2014) was a great Islamic thinker, researcher and religious scholar. He wrote 14 Islamic books were on academic and research works. 17 books were arranged and prefaced by him۔ 12 books were translated and reviewed by him۔ 22 books were completed under his supervision. His book "Farzudaq Tameemi ka Qaseeda Meemia", is informative, literary and research full masterpiece opening of this book consists of its preface and informative speech regarding its Qaseeda Meemia. After this, introduction of Imam Zain ul Abideen (R۔A) with historical evidence is demonstrated. The different way of Qaseeda Meemia is analyzed and its punctuation is also brought to be acquainted. Regarding its reference, the opinions of ancient and letters are included۔ as academic reference, this book will always be remembered in history of Indo-Pak.

Key words: *Imam Zain-ul-Abideen, Farzudaq Tameemi, Qaseeda Meemia, Sunni, Shia, ancient and letters.*

خلاصہ

علامہ اسید الحق بدایونی (۱۹۷۵ء ۔ ۲۰۱۴ء) ایک اسلامی مفکر، محقق اور عالم دین تھے۔آپ نے چودہ اسلامی کتب تالیف کیں، سترہ کتب کی ترتیب وتقدیم سرانجام دی، بارہ کتب کا ترجمہ اور تخریج مکمل کی اور بائیس کتب اپنی زیر نگرانی مکمل کروائیں۔علامہ اسید الحق بدایونی کی کتاب "فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ" ایک علمی، ادبی اور تحقیقی شاہکار ہے۔اس کتاب میں سب سے پہلے قصیدہ میمیہ کے حوالے سے تمہیدی اور تعارفی گفتگو کی گئی ہے۔اس کے بعد امام زین العابدینؓ کا تعارف تاریخی شواہد کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔اس کتاب میں قصیدہ میمیہ کے مختلف طرق کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے رموز واو قاف سے متعارف کروایا گیا ہے۔اس ضمن میں متقدمین اور متاخرین کی آراء کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔اس کتاب کو پاک وہند کی تاریخ میں ایک علمی حوالے کے طور پر ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

کلیدی کلمات: امام زین العابدینؓ، فرزدق، تمیمی، قصیدہ، میمیہ۔

خاندانی پس منظر

علامہ اسید الحق بدایونی اترپردیش کے تاریخی شہر بدایوں کے معروف عثمانی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔آپ کا سلسلہ نسب سینتیس واسطوں سے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ تک پہنچا ہے۔آپ کے جدامجد مولانا فضل رسول بدایونی تک آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے۔ علامہ اسید الحق بدایونی بن علامہ عبدالحمید محمد سالم بن مولانا عبدالقدیر قادری بن مولانا عبدالقادر قادری بن مولانا فضل رسول قادری۔[1] خانوادہ عثمانیہ کے مورث اعلیٰ قاضی دانیال قطریؒ تھے جو ۵۹۹ھ/ ۳۔۱۲۰۲ء میں قطر سے ترک سکونت کرکے سلطان شمس الدین التمش کے لشکر کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ابتدامیں لاہور میں سکونت پذیر ہوئے، پھر سلطان کے مسلسل اصرار پر بدایوں تشریف لائے حکومت کی جانب سے عہدہ قضاء تفویض کیا گیا۔ قاضی دانیال قطریؒ خواجہ عثمان ہرونیؒ کے مرید وخلیفہ اور خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے برادر طریقت تھے۔ قاضی دانیال قطریؒ کے خاندان میں علماء، فضلاء، اہل اللہ، ادباء اور قومی سطح کے قائد پیدا ہوتے رہے ہیں جن میں مولانا عبدالمجید بدایونی (۱۲۶۳ھ)، مولانا فضل رسول بدایونی (۱۲۸۹ھ)، مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی (مفقود: ۱۲۷۴ھ)، مولانا عبدالقادر بدایونی (۱۳۱۹ھ)، مولانا عبدالمقتدر قادری (۱۳۳۴ھ)، مولانا عبدالماجد بدایونی (۱۳۵۰ھ)، مولانا عبدالقدیر قادری (۱۳۷۹ھ) مفتی اعظم حیدرآباد دکن، مولانا عبدالحامد بدایونی (۱۳۹۰ھ) سرفہرست ہیں۔[2]

ولادت

آپ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ/ ۶ مئی ۱۹۷۵ء کو مولوی محلّہ بدایوں میں پیدا ہوئے۔[3]

تعلیم وتربیت

آپ نے حفظ قرآن مدرسہ قادریہ بدایوں سے ۱۹۸۹ء میں مکمل کیا۔ مدرسہ قادریہ بدایوں سے ہی درس نظامی کی ابتدا کی اور ۱۹۹۰ تا ۱۹۹۳ء تک یہیں زیر تعلیم رہے۔ بعدازاں دارالعلوم نورالحق فیض آباد تشریف لے گئے اور ۱۹۹۴ء تا ۱۹۹۷ء فیض آباد میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ الاجازۃ العالیہ شعبہ تفسیر وعلوم القرآن ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۳ء، جامعہ الازہر قاہرہ (مصر) اور تخصص فی الافتاء، دارالافتاء المصریہ قاہرہ (مصر) سے مکمل کیا۔ جبکہ ۲۰۰۸ء تا ۲۰۰۹ء جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے ایم اے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔[4]

اساتذہ وشیوخ

آپ نے بدایوں، فیض آباد، مصر اور بغداد کے یگانہ روزگار علماء اور شیوخ سے استفادہ کیا۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔علامہ عبدالحمید محمد سالم　　۲۔خواجہ مظفر حسین رضوی　　۳۔ مولانا رحمت اللہ صدیقی

۴۔ مفتی مطیع الرحمٰن مضطر　　۵۔علامہ علی جمعہ (مفتی جمہوریہ مصر) ۶۔پروفیسر عبدالحئ فرماوی (مصر)
۷۔پروفیسر علامہ جمعہ عبدالقادر (مصر)　　۸۔پروفیسر علامہ محمود عبدالخالق
حلوہ (مصر) ۹۔پروفیسر علامہ سعید محمد صالح صوابی (مصر)
۱۰۔پروفیسر غلام سید المسیر (مصر)
۱۱۔پروفیسر علامہ طہ حبیشی (مصر)　　۱۲۔پروفیسر علامہ عبدالمعطی بیومی (مصر)
۱۳۔ شیخ محمد صلاح الدین التجانی (مصر)　　۱۴۔ شیخ علی بن حمود الحربی الرفاعی (بغداد)
۱۵۔ شیخ محمد ابراہیم عبدالباعث (مصر) [5]

تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں مولانا عطیف قادری، مولانا عزام قادری، مولانا سید عادل محمود کلیمی ، مفتی دلشاد احمد قادری، مولانا مجاہد قادری، مولانا خالد قادری، مولانا عاصم قادری اور عبدالعلیم قادری شامل ہیں۔ [6]

بیعت وخلافت

آپ کا تعلق ایک علمی وروحانی گھرانے سے تھا۔آپ اپنے والد محترم شیخ عبدالحمید محمد سالم کے دست پیر بیعت ہوئے اور آپ کو خلافت عطا کی گئی۔شاہ سید یحیٰی حسن قادری برکاتی نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا۔ [7]

مناصب وخدمات

مصر سے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کے بعد جب بدایوں آئے تو آپ کو جامعہ قادریہ بدایوں کا شیخ الحدیث مقرر کیا گیا۔آپ ضلع بدایوں کے نائب قاضی بھی رہے۔ الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز بدایوں کے ڈائریکٹر کے طور پر بھی کام کیا۔ عربی پینل قومی کونسل برائے اردو حکومت ہند، نئی دہلی کے ممبر بھی رہے۔ الازہر ایجوکیشن سوسائٹی بدایوں کے صدر اور الازہر فاونڈیشن مہار شٹر کے سرپرست کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیں۔ نیو ایج میڈیا اینڈ ریسرچ سنٹر دہلی کے ٹرسٹی بھی رہے۔ [8]

رشتہ ازدواج

آپ کا عقد مسنونہ سہسوانی ٹولہ بریلی میں سید محمد نصیر کی دختر کے ساتھ ۱۵اگست ۲۰۰۴ء بروز اتوار کو ہوا۔ [9]

شہادت وتدفین

آپ ۲ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ/ ۴ مارچ ۲۰۱۴ بروز منگل کو بغداد (عراق) میں شرپسندوں کی اندھی گولی لگنے سے شہید ہوگئے۔ اور ۴ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ/ ۶ مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعرات کو احاطہ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز میں صاحب سجادہ پیر عبدالرحمٰن گیلانی کی زیر نگرانی تدفین عمل میں لائی گئی۔[10]

قلمی خدمات

علامہ اسید الحق بدایونی نے چودہ (۱۴) کتب تصنیف فرمائیں جبکہ سترہ (۱۷) کتب کے ترتیب و تقدیم سرانجام دیں۔ بارہ (۱۲) کتب کا ترجمہ، تخریج، تسہیل و تحقیق کا کام مکمل کیا۔[11]علاوہ ازیں علامہ اسید الحق بدایونی نے بائیس (۲۲) کتب کی تکمیل اپنی زیر نگرانی مکمل کروائی۔

فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ کا خصوصی مطالعہ

اس کتاب میں علامہ اسید الحق بدایونی نے شاعر فرزدق کے قصیدہ میمیہ کے حوالے سے علمی و تحقیقی اسلوب بیان اختیار کیا ہے چونکہ یہ قصیدہ امام زین العابدین علی بن حسینؓ کی شان میں کہا گیا ہے اس لیے علامہ بدایونی نے امام زین العابدینؓ کے احوال وآثار اس انداز میں لکھے ہیں کہ جس سے ان کی زندگی اور ان کے کام کی صحیح روح آشکار ہو جائے۔ اور ایک عام قاری کے سامنے آپؓ کی قوت فیصلہ، صحت افکار سیرت کی تربیت کے لوازم، عزت نفس، ضبط نفس، بے لوث خدمت کا جذبہ اور آپ کی اخلاقی جرأت کا نقشہ آجائے۔

وجہ تالیف

علامہ بدایونی نے کتاب کی وجہ تالیف خود بیان کی ہے۔ چنانچہ تحریر کرتے ہیں: "مصر کے مشہور محدث اور خطیب علامہ ڈاکٹر فواد شاکر محبت اہل بیت پر خطاب کر رہے تھے۔ دوران خطاب انہوں نے صحن کعبہ والے واقعے کی منظر کشی کرکے کچھ اس انداز میں زیر نظر قصیدے کے چند اشعار سنائے کہ پورے مجمع پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ انہوں نے قصیدے کے شاید چار اشعار سنائے تھے۔ جن مین سے صرف تین اشعار سمجھ میں آئے اور چوتھا شعر داد اور نعروں کی گونج میں دب گیا۔ یہ واقعہ غالباً ۲۰۰۱ کہ مجھے اس قصیدے کا ترجمہ کرنا چاہیے"۔[12]

زمانہ تالیف اور اشاعت

مؤلف لکھتے ہیں: "کتب خانہ قادریہ بدایوں (اترپردیش، ہندوستان) میں تھوڑی تلاش و جستجو کے بعد مکمل قصیدہ اور اس کے متعلق کچھ ضروری معلومات دستیاب ہو گئیں۔ میں نے قصیدے کا آسان اردو ترجمہ اور اس کے متعلق بعض ضروری گوشے ایک مضمون کی شکل میں ترتیب دے کر مولانا خوشتر نورانی کو ارسال کیا۔ انہوں نے اگست ۲۰۱۲ء میں ماہنامہ "جام نور" (دہلی، ہندوستان) میں شائع کر دیا۔ میں نے اس شائع مضمون

پر نظر ثانی کی۔ قصیدے کے متعلق بعض گوشوں کا اضافہ کیا۔ اس طرح زیر نظر کتاب مرتب ہوئی جو کہ اہل ذوق اور محبان اہل بیت کی خدمت میں حاضر ہے"۔[13] ضروری اضافہ اور دیگر لوازمات کے ساتھ نومبر ۲۰۱۳ء میں پہلی بار تاج الفحول اکیڈمی بدایوں (اترپردیش، ہند) نے شائع کیا جبکہ پاکستان میں جنوری ۲۰۱۴ء میں دارالاسلام لاہور نے شائع کی۔

مؤلف کا تصنیفی لائحہ عمل

اس کتاب سے قبل خانقاہ ماہرہ شریف (اترپردیش، ہندوستان) سے سالنامہ اہل سنت کی آواز کا خصوصی شمارہ اہل بیت اطہار نمبر شائع ہوا۔ اس میں علامہ بدایونی "امام زین العابدینؓ" کی حیات و شخصیت پر ایک جامع مضمون لکھ چکے ہیں۔ مؤلف نے اس کتاب میں امام زین العابدینؓ کے احوال وآثار کے حوالے سے مفصل بیان کیا ہے۔ بعدازاں قصیدہ میمیہ کے رموز او قاف سے متعارف کروایا ہے۔

اسلوب

فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ اہل بیت خصوصاً امام زین العابدینؓ کی مدحت میں ایک اہم اور منفرد کتاب ہے۔ جو بیک وقت، تاریخ، مناقب اور ادبی حوالے سے کئی علمی موضوعات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس کتاب میں مؤلف کا انداز بیان تحقیقی، تجزیاتی اور ادبی ہے۔ کتاب کا علمی پایہ بہت بلند ہے۔ دوران تحریر بنیادی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اسلوب تحریر آسان اور عام فہم ہے۔ جس کی بدولت کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلوب تحریر کے ضمن میں چند ایک نمونے بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں۔

علامہ بدایونی امام زین العابدینؓ کا تعارف بیان کرتے ہوئے کچھ یوں رقمطراز ہیں: "آپؓ خاندانی نجابت وشرافت کے ساتھ ساتھ ذاتی اوصاف وکمالات کی بنیاد پر معاصرین میں نمایاں شرف وفضیلت رکھتے ہیں۔ زہد و تقویٰ، جود وسخا، تواضع وانکساری اور غرباء پروری میں ضرب المثل تھے۔ شب بیداری، عبادت گزاری اور سجدہ ریزی میں ایسے ممتاز ہوئے کہ زین العابدین اور زین السجاد کے القاب سے یاد کیے گئے"۔[14]

علامہ بدایونی امام زین العابدین سے اکتساب علم کرنے والوں کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حافظ ذہبیؒ نے آپ سے روایت کرنے والے ائمہ محدثین میں سے بعض کے اسماء گرامی درج کیے ہیں۔ جن میں آپ کے صاحبزادگان حضرت امام ابوجعفر محمد باقر، حضرت زید شہید، حضرت عمر بن علی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ ان کے علاوہ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں امام زہری، امام یحییٰ بن سعید، حضرت ہشام بن عروہ اور عمرو بن دینار جیسے ارباب علم وفضل اور اصحاب فقہ وحدیث نمایاں ہیں۔ حکم بن عتیبہ، زید بن اسلم، ابوالزناد، علی بن

جدعان، مسلم البطین، حبیب بن ابی ثابت عاصم بن عبیداللہ، عاصم بن عمر بن قتادہ، قعقاع بن حکیم، ابو حازم الاعرج، عبداللہ بن مسلم بن ہرمز، محمد بن فرات تمیمی اور منہال بن عمرو وغیرہ شامل ہیں۔"[15]

علامہ بدایونی ابوفراس ہمام بن غالب فرزدق تمیمی کے احوال کے ضمن میں اسلاف کے اقوال بیان کیے ہیں۔ ان میں ایک قول شیخ الحرمین ابو عبداللہ قرطبیؒ سے منسوب ہے جس کا مفہوم یہ ہے: " اگر اللہ کے یہاں ابوفراس کا اس قصیدے کے علاوہ کوئی اور عمل نہ بھی ہو تو یہی اس کی مغفرت کے لئے ہ کافی ہوگا۔ کیونکہ یہ سلطان جابر کے روبرو کلمتہ الحق ہے۔"[16] علامہ بدایونی قصیدہ میمیہ کے حوالے سے کچھ یوں رقمطراز ہیں: "عروضی حیثیت سے یہ قصیدہ بحر بسیط میں ہے، عربی قصیدے کے جو عناصر ترکیبی ہیں یعنی تشبیب، گریز، دعا وغیرہ وہ اس میں نہیں ہیں کیونکہ یہ ایک خاص موقع پر برجستہ کہا گیا تھا اور اس وقت صرف مدح مقصود تھی۔ اس لیے اس میں تشبیب وغیرہ نظم نہیں کی گئی۔ ایسے قصیدوں کو اصطلاح میں "مقتضب" کہتے ہیں۔"[17]

مضامین کتاب

علامہ بدایونیؒ نے کتاب کے پہلے حصے میں زین السجاد، امام زین العابدینؑ کی حیات و شخصیت کے حوالے سے علمی و تحقیقی گفتگو کی ہے جبکہ دوسرے حصے میں قصیدہ میمیہ کے حوالے سے مفصل معلومات فراہم کی ہیں۔ مجموعی طور پر یہ کتاب مدحت اہل بیت خصوصاً مدحت امام زین العابدینؑ پر مشتمل ہے۔ آپؑ کے نسب مبارک، حالات، نام، کنیت، لقب شیوخ و تلامذہ کے حوالے سے مستند معلومات تحریر کی ہیں۔ ذیل میں اس کا مختصر خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

جود و نوال

علامہ بدایونی جود و نوال کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں اپنی سند سے عمر بن دینار کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ محمد بن اسامہ بن زیدؓ سخت بیمار ہوگئے۔ امام زین العابدینؑ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت محمد بن اسامہؓ رونے لگے۔ امام زین العابدینؑ نے رونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ میرے اوپر قرض ہے۔ امام زین العابدینؑ نے پوچھا کہ آپ کے اوپر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے جواب دیا پندرہ ہزار دینار امام زین العابدینؑ نے بلا تامل فرمایا کہ آپ بے فکر ہو جائیں۔ وہ قرض اب میرے ذمے ہے۔"[18]

عبادت کی تین قسمیں

علامہ بدایونی نے عبادت کی اقسام کے حوالے سے آپؒ کا ایک قول نقل کیا ہے: "امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ عبادت کی تین قسمیں ہیں۔ کچھ لوگ اللہ کے خوف کی وجہ سے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ غلاموں کی

عبادت ہے۔ کچھ لوگ جنت کی امید پر عبادت کرتے ہیں۔ یہ تاجروں کی عبادت ہے۔ کچھ لوگ محض اللہ کے شکر کے لئے ہ اس کی بندگی کرتے ہیں۔ یہ نہ تاجروں کی عبادت ہے نہ غلاموں کی عبادت ہے۔ بلکہ یہ آزاد مردوں کی عبادت ہے۔"[19]

تفقہ اور ثقاہت

علامہ بدایونی آپؑ کے تفقہ اور ثقاہت کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں: "علماء جرح و تعدیل بہ اتفاق رائے آپؑ کو ثقہ، مامون اور حجت تسلیم کرتے ہیں۔ امام ذہبی نے امام زہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے علی بن حسینؑ سے زیادہ فقہیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں: حضرت علی بن حسینؑ ثقہ اور مامون تھے۔ کثیر الحدیث، عالی المرتبت، رفیع القدر صاحب ورع تھے۔"[20]

عبادت گزاری

علامہ بدایونی نے عبادت گزاری کے حوالے سے عنوان قائم کیا ہے۔ جس کے تحت لکھتے ہیں: "مصعب بن عبداللہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت زین العابدینؑ دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ ان کا یہ معمول ان کے وصال تک برابر جاری رہا۔ آپؑ کی عبادت گزاری کی وجہ سے آپؑ کا لقب زین العابدین ہوا۔"[21]

اولاد امجاد

علامہ بدایونی آپؑ کی اولاد امجاد کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں: "آپؑ کا عقد حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کی شہزادی سے ہوا۔ جن سے حضرت حسن، حضرت حسین اکبر، حضرت امام محمد باقر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ آپؑ کی دیگر ازواج سے حضرت عمر، حضرت زید شہید، حضرت علی، حضرت حسین اصغر، حضرت سلیمان، حضرت قاسم رضی اللہ عنہم ہیں۔ آپؒ کی صاحبزادیوں میں سیدہ خدیجہ، سید علیہ (ام علی)، سیدہ کلثوم، سیدہ ملیکہ، سید حسنہ (ام الحسن)، سیدہ ام الحسین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔"[22]

ابوفراس ہمام بن غالب فرزدق تمیمی

علامہ بدایونی اس عنوان کے تحت شاعر فرزدق تمیمی کا تعارف اور اس کے قصیدے کی افادیت پر گفتگو کی ہے۔ فرزدق کی شاعری کے متعلق اہل ادب کا ایک مشہور قول نقل کرتے ہیں: "اگر فرزدق کی شاعری نہ ہوتی تو عربی زبان کا تہائی حصہ تلف ہو جاتا۔"[23]

قصیدہ میمیہ باعث نجات اور ذخیرہ آخرت

علامہ بدایونی نے اس عنوان کے تحت متقدمین اور متاخرین کی آراء کو نقل کیا ہے۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کا قول اس قصیدے کے بارے میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''امید ہے پروردگار تعالیٰ آخرت میں فرزدق کی اس قصیدے کی بنیاد بخشش فرمادے گا۔''[24]

قصیدے کے انتساب کا قضیہ

علامہ بدایونی قصیدہ میمیہ کے انتساب کے حوالے سے بڑی علمی و تحقیقی گفتگو کی ہے۔ انتساب کے حوالے سے مختلف علماء، فقہاء اور محدثین کی آراء کی تحقیقی جائزہ لیا ہے۔ چند ایک کی آراء درج ذیل ہیں:

1. حافظ ابو نعیم اصفہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں امام زین العابدین کے تذکرے کے ضمن میں صحن کعبہ کا واقعہ نقل کرکے قصیدے کے (۸) آٹھ اشعار درج کیے ہیں۔ شاعر کی حیثیت سے فرزدق اور ممدوح کی حیثیت سے امام زین العابدینؓ کا ذکر کیا ہے۔
2. ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) نے ''وفیات الاعیان'' میں پورا واقعہ ذکر کرکے مکمل قصیدہ نقل کیا ہے۔ فرزدق کو شاعر اور امام زین العابدینؓ کو ممدوح قرار دیا ہے۔
3. امام یافعیؒ (م ۷۶۸ھ) نے بھی ''مراۃ الجنان'' میں واقعے کے ساتھ مکمل قصیدہ نقل کیا ہے۔ آپ نے بھی واقعہ فرزدق اور امام زین العابدینؓ سے منسوب کیا ہے۔
4. حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) نے ''البدایہ والنہایہ'' میں الصولی اور جریری کے طرق کے حوالے سے امام زین العابدینؓ، ہشام اور فرزدق کا واقعہ ذکر کرکے فرزدق کے نام سے مکمل قصیدہ نقل کیا ہے۔[25]

قصیدے کا منظوم فارسی ترجمہ

علامہ بدایونی اس عنوان کے تحت رقمطراز ہیں: ''مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے اپنی مصروف کتاب ''سلسلۃ الذہب'' میں امام زین العابدینؓ اور ہشام بن عبدالملک کے اس پورے واقعے کو بطور مثنوی نظم کیا ہے۔ اس میں انہوں نے قصیدے کے مفہوم کو بڑی عمدگی اور خوبی سے فارسی نظم کے کالم میں ڈھال دیا ہے۔ یہ مثنوی ۱۸۶ اشعار پر مشتمل ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار نقل بھی کیے ہیں۔

ناگہاں نخبۂ نبی وولی　　　　زین عباد بن حسین علی

در کسائے بہائے حلہ نور　　　　بر حریم حرم فگند ظہور

ہر طرف می گذشت بہر طواف　　　　در صف خلق می فتاد شگاف

زد قدم بہر استلام حجر　　　　گشت خالی ز خلق راہ گذر[26]

قصیدہ میمیہ کی تخمیس اور شروح

فرزدق کے اس فنی شہ پارے کی مقبولیت اور شہرت کے پیش نظر علماء ادباء اور شعراء نے اس کی شروح، تضمین اور دیگر زبانوں میں اس کے ترجمے کیے ہیں۔ ان کاوشوں کے مصنفین اہل سنت اور اہل تشیع دونوں مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ علامہ بدایونی تخمیس اور شروح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''تضمین کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی قصیدے کے اشعار پر تین مصرعے لگا کر اس کو خمسے کی شکل دی جائے۔ عربی میں اس صنف کو تخمیس کہتے ہیں۔ علامہ بدایونی تخمیس کے حوالے سے لکھتے ہیں۔''آغا بزرگ طہرانی نے اپنی کتاب ''الذریعۃ الیٰ تصانیف الشیعہ'' میں اس قصیدے کی تخمیس کرنے والے مندرجہ ذیل پانچ شیعی شعراء کا ذکر کیا ہے:

1. الشیخ محمد بن اسماعیل ابن خلفہ (م: ۱۲۴۲ھ)
2. السید ابوالفتح نصر اللہ بن الحسین الموسوی الحائری (۱۱۶۸ھ)
3. السید راضی بن السید صالح القزوینی النجفی (م: ۱۲۸۷ھ)
4. مصطفیٰ بن الجواد الخالصی (س۔ن)
5. الشیخ درویش علی البغدادی ''[27]

علامہ بدایونی شروح کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ: ''کتب خانہ شیعہ کے مؤلفین نے قصیدہ میمیہ کی مندرجہ ذیل شروع کا ذکر کیا ہے:

1. شرح قصیدہ الفرزدقیہ المیمیۃ: میرزا ابوالحسین بن حسین جیلانی۔ (م: ۱۳۱۳ھ)
2. شرح قصیدہ الفرزدق: سید علی خان مدنی (م: مابعد ۱۱۱۸م)
3. شرح قصیدہ الفرزدق: فاضل علی رضا تبیان الملک رضائی (م: مابعد ۱۳۰۶ھ)
4. شرح قصیدہ الفرزدق: ملا علی قاریوز آبادی قزوینی (م: ۱۲۹۰ھ)
5. شرح قصیدہ الفرزدق: قاسم رسائی بن حسین مشہدی (س۔ن)
6. شرح قصیدہ الفرزدق: علی بن محمد بن ابراہیم سبیتی عاملی (م: ۱۳۰۳ھ)
7. شرح قصیدہ الفرزدق: میرزا محمد بن سلیمان تنکابنی (م: ۱۳۲۰ھ)
8. شرح قصیدہ الفرزدق: محمد شفیع بن محمد علی استر آبادی (م: ۱۰۷۵ھ)
9. شرح قصیدہ الفرزدق: محمد بن طاہر سماوی (م: ۱۳۹۰ھ)''[28]

شرح قصیدہ میمیہ از جمیل احمد بلگرامی

مولانا جمیل احمد بلگرامی کی اس شرح کا نام "دُرِّ نضید شرح قصیدہ فرزدق تمیمی" ہے۔ اس کے مصنف انیسویں صدی کے ایک عالم مولانا جمیل احمد بلگرامی ہیں۔ یہ شرح فارسی میں ہے علامہ بدایونی اس شرح کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں: "مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ شعر نقل کرنے کے بعد پہلے وہ "تقطیع" کے عنوان سے شعر کی عروضی حیثیت واضح کرتے ہیں۔ پھر مفردات کی لفظی اور معنوی تشریح کرتے ہیں۔ پھر "نحو" کا عنوان دیکر شعر کی ترکیب نحوی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد "صفی" کے عنوان سے شعر میں موجود بعض وجوہ بلاغت اور نحوی وصرفی لطائف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔"[29]

تخمیس قطب الدین فی مدح سید نازین العابدینؓ

علامہ بدایونی اس تخمیس کے حوالے سے لکھتے ہیں: "علامہ قطب الدین محمود علی ابن میر غیاث علی حیدرآبادی ملخص بہ فاضل نے قصیدہ میمیہ کی تضمین بطور خمسہ کی ہے۔ ساتھ ہی فارسی زبان میں (اپنے خمسے سمیت) قصیدے کی شرح کی ہے۔ ابتدامیں تمہید کے بعد ایک مقدمہ لکھاہے جو تین فوائد پر مشتمل ہے:

فائدہ اول:　　در بیان بحر و قافیہ

فائدہ دوم:　　در بیان معنی قطعہ و قصیدہ بحسب اصطلاح عرب و عجم

فائدہ سوم:　　در سبب نظم ایں قصیدہ۔[30]

قصیدے کے بعض دیگر پہلو

علامہ بدایونی اس عنوان کے تحت قصیدے کے اشعار کی تعداد کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں: "جن حضرات نے یہ قصیدہ نقل کیا ہے، ان کی نقل میں اشعار کی تعداد اور ترتیب دونوں میں اختلاف ہے۔ یافعی نے "مراۃ الجنان" میں ۲۵، ابن خلکان نے "وفیات الاعیان" میں ۲۷، اور ابن کثیر نے "ابتدایہ والنہایہ" میں ۲۸ اشعار نقل کیے ہیں جبکہ "دیوان فرزدق" میں ۲۷ اور مولانا جمیل احمد بلگرامی کی شرح "دُرِّ نضید" میں ۲۹ اشعار ہیں۔ ان تمام کتابوں میں مروجہ اشعار کی تعداد ۳۰ ہے اور سب سے زیادہ اشعار "دُرِّ نضید" میں ۲۹ ہیں۔[31]

قصیدہ میمیہ کا متن مع ترجمہ

علامہ بدایونی قصیدہ میمیہ کے تیس (۳۰) اشعار کا متن مع اردو ترجمہ نقل کیا ہے۔ چند اشعار بطور نمونہ یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

هذا ابن فاطمة ان كنت جاهله　　　　بجده انبياء الله قد ختموا

"یہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراؑ کے لخت جگر ہیں اگر تو ان کو نہیں جانتا (تو سن لو کہ) ان کے محترم نانا (حضور اکرم ﷺ) پر انبیاء کرام کے سلسلے کا اختتام ہوا ہے۔"

فلیس قولك من ھذا بضائرہ العرب تعرف من انکرت والعجم

"تمہارا یہ کہنا یہ کون ہیں؟ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، جس ذات گرامی کو پہچاننے سے تو انکار کر رہا ہے ان کو عرب و عجم سب جانتے ہیں۔" [32]

من معشر حبھم دین وبغضھم کفر وقربھم منجی ومعتصم

"وہ تو اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کی محبت عین ایمان ہے۔ اور ان سے بغض کفر ہے۔ اور ان کا قرب جائے پناہ اور سہارا ہے۔"

لایستطیع جواد بعد غایتھم ولا یدانیھم قوم وان کرموا

"کوئی جواں مرد اور سخی ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی قوم ان کے قریب پہنچ سکتی ہے؛ اگرچہ کتنی ہی بزرگی والی کیوں نہ ہو۔" [33]

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم فی کل بدء ومختوم بہ الکلم

اللہ کے ذکر کے بعد انہی کا ذکر سب سے مقدم ہے۔ اس کے ذریعے آغاز ہوتا ہے اور اسی پر گفتگو ختم ہوتی ہے۔"

ایّ الخلائق لیست فی رقابھم لاوّلیۃ ھذا اولہ نعم

"مخلوق میں وہ کون ہے جو ان کی غلامی میں نہیں ہے۔ ان کی اولیت و تقدم کی وجہ سے یا پھر ان کے احسانات کی وجہ سے۔"

یہ شعر "مراۃ الجنان" میں نہیں ہے۔ [34]

اختتام کتاب

علامہ بدایونی نے کتاب کے آخر میں مصادر و مراجع درج کیے ہیں۔ تمام مصادر و مراجع بنیادی ہیں جو کہ اس علمی و تحقیقی کاوش کو ایک عام قاری کے ذوق مطالعہ کو جلا بخشنے کے لئے ہ کافی ہے۔

فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ کے مصادر و مراجع

کسی بھی کتاب کی اہمیت وافادیت میں اس کتاب کے مصادر و مراجع کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ کے مصادر و مراجع بھی اس کی اہمیت و مقبولیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ حوالہ جات میں فٹ نوٹ کا طریقہ اختیار کیا

گیا ہے۔ یہ علمی و تحقیقی شاہکار جن سرچشموں سے سیراب ہوا ہے اس کی تفصیل کتاب کے آخر میں موجود ہے۔ ذیل میں برائے استشہاد مصادر و مراجع کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مؤلف کی محنت شاقہ اور وسعت مطالعہ کا اندازہ ہو سکے۔

1. احوال ائمہ اثنا عشر: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مرتب و ناشر خسرو قاسم، علی گڑھ غیر مورخ
2. الآغانی: ابوالفرج اصفہانی، مطبعۃ التقدم؛ قاہرہ، غیر مؤرخ
3. البدایۃ والنہایۃ: اسماعیل ابن کثیر دمشقی، تحقیق ڈاکٹر عبداللہ بن المحسن الترکی دار ہجر، جیزہ، مصر ۱۹۹۸ء
4. تاریخ ادب عربی: احمد حسن زیارت، ترجمہ سید طفیل احمد مدنی، الہ آباد، ۱۹۸۵ء
5. تاریخ ادبیات عربی: سید ابوالفضل، انجمن فیضان ادب حیدرآباد، دکن، طبع یازدہم، ۲۰۰۹ء
6. تاریخ الخلفاء: جلال الدین سیوطی، مطبع قیومی کانپور، ۱۹۲۵ء
7. تخمیس قطب الدین فی مدح سید نازین العابدین: قطب الدین محمود علی حیدرآباد ظفر پریس حیدرآباد، ۱۳۱۶ھ
8. التخمیس المقبول فی مدح ابن الرسول: قطب الدین محمود علی حیدرآبادی، ۱۳۲۲ھ
9. تذکرہ الحفاظ: حافظ شمس الدین ذہبی، دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد دکن، ۱۳۰۹ھ
10. حلیۃ الاولیاء: ابونعیم اصفہانی، دارالفکر بیروت، ۱۹۹۶ء
11. درنضید: جمیل احمد بلگرامی، مطبع نول کشور کانپور، ۱۸۷۳ء
12. دیوان فرزدق: مشمولہ خمسہ دواوین، المطبعۃ الوھبیۃ قاہرہ، ۱۲۷۳ء
13. الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ: آغا بزرگ طہرانی، المکتب العلوی، طہران
14. سلسلۃ الذہب: عبدالرحمٰن جامی، مطبع نول کشور کانپور، ۱۸۷۴ء
15. سیر أعلام النبلاء: حافظ شمس الدین ذہبی، بیت الافکار الدولیہ، ریاض
16. شرح دیوان الحماسہ: خطیب تبریزی، مطبع بولاق مصر ۱۲۹۶ھ
17. الشعر والشعراء: ابن قتیبہ الدینوری، تحقیق احمد محمد شاکر، دارالمعارف قاہرہ طبع ثانی، غیر مؤرخ
18. الطبقات الکبریٰ: محمد بن سعد بن منیع، مکتبہ خانجی قاہرہ، ۲۰۰۱ء
19. المؤتلف والمختلف الآمدی: تحقیق ڈاکٹر ف، کرنکو، دارالجیل بیروت، ۱۹۹۱ء
20. مرأۃ الجنان: الیافعی، دائرہ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۷ھ
21. المعجم الکبیر: الطبرانی، تحقیق حمدی عبدالمجید سلفی، مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ
22. معجم المؤلفین: عمر رضا کحالہ، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۹۹۳ء
23. نسب قریش: المصعب الزبیری، دارالمعارف قاہرہ، طبع ثانی، غیر مؤرخ

24. النسب والمصاهرة بين اهل بيت والصحابة: علاء الدين المدرس، مؤسسة المختار، قاہرہ، ۲۰۰۵ء
25. وفیات الاعیان: ابن خلکان، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، دار صادر بیروت، ۱۹۷۷ء

خصوصیات کتاب

کتاب درج ذیل خصوصیات کی حامل ہے:

1. مؤلف نے قصیدہ میمیہ کے متعلق تمام مصادر کا وسیع مطالعہ کیا ہے جن تک ان کی دسترس ممکن ہو سکی۔
2. جگہ جگہ زیر بحث موضوع پر مزید تفصیلات کے لئے اس موضوع کے متعلق کتب کے حوالے دیے ہیں۔
3. مؤلف نے تحقیقی اسلوب کے ساتھ ساتھ مورخانہ اسلوب کو بہترین طریقے سے اپنایا ہے تاکہ ایک عام قاری کو سمجھنے میں آسانی ہو۔
4. مؤلف نے بنیادی مصادر سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔
5. کتاب کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں روایتی کتب کی طرح فضائل و مناقب سے ہی صفحات کو نہیں بھرا گیا بلکہ حتی المقدور اس چیز سے اجتناب کیا گیا ہے۔
6. اس قصیدے پر جتنا بھی کام آج تک ہوا ہے مؤلف نے اس کی مفصل معلومات اس کتاب مین درج کی ہیں۔
7. مؤلف نے فرزدق تمیمی کے حوالے مفصل اور سیر حاصل گفتگو کی ہے۔
8. مؤلف نے قصیدہ میمیہ کے اشعار کی تعداد کے حوالے سے بھی تحقیقی انداز اپنایا ہے۔
9. اگر کسی مقام پر کوئی بات وضاحت طلب ہے یا پھر اضافی معلومات درکار ہیں تو حواشی میں اس کی تفصیل درج کی ہے جیسا کہ صفحہ ۲۸ پر حزین کنانی کی وضاحت حواشی میں تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"عمرو بن عبید بن وہب بن مالک ابوالحکم شعرائے بنوامیہ میں تھا۔ ۹ہجری میں فوت ہوا۔ قصیدہ میمیہ کی نسبت اس کی طرف کی گئی ہے جو کہ باطل ہے۔"[35]

خفیف نکات

اگرچہ کتاب بے شمار خوبیوں سے مزین ہے۔ مگر اس میں چند ایک خفیف نکات بھی پائے جاتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. اکثر مقامات پر مؤلف نے حوالہ جات کی مکمل تفصیلات فراہم نہیں کیں۔ صرف کتاب کا نام لکھنے پر اکتفا کیا ہے مثلا صفحہ ۱۳پر حوالہ نمبر۱ البدایہ والنہایہ، ج۱۲/ ۴۷۹ درج ہے۔ مصنف اور اشاعتی ادارہ درج نہیں کیا۔ اسی طرح صفحہ ۲۵، حوالہ نمبر ۲۷ وفیات الاعیان، ج۶/ ۹۷ درج ہے۔ یہاں بھی مصنف اور اشاعتی ادارہ درج نہیں ہے۔

2. فہرست مصادر و مراجع میں بعض کتب کا سن اشاعت درج نہیں ہے۔ مثلاً صفحہ ۴۶ سیریل نمبر ۲۳پر نسب قریش، المعصب الزبیری دارالمعارف قاہرہ، طبع ثانی لیکن سن اشاعت درج نہیں ہے۔ اکثر و بیشتر مقامات پر مؤلف کے یہ سقم نظر آتے ہیں لیکن فہرست مصادر و مراجع میں بعض تفصیلات کی دستیابی سے کسی حد تک تلافی ہو جاتی ہے۔
3. ان فضائل و مناقب اور واقعات کو صرف نظر کیا گیا ہے جو عوام الناس میں زبان زد عام رہتے ہیں۔ صرف تحقیقی حوالے سے اندراج کیا گیا ہے۔
4. مؤلف نے اس کتاب میں فارسی لٹریچر نقل کیا ہے مگر اس کا ترجمہ نہیں دیا جو کہ عام قاری کے لئے ہ دقت کا باعث ہے۔ مثلا صفحہ ۳۴، ۳۳ پر مولانا عبدالرحمٰن جامی نے جو قصیدہ میمیہ کا فارسی ترجمہ کیا تھا اس کو نقل کیا ہے لیکن اس کا اردو ترجمہ نہیں دیا۔ جو یقیناً ایک عام قاری کے لئے ہ مشکل کا باعث ہے۔
5. مؤلف نے مولانا جمیل احمد بلگرامی کی شرح "دُرِّ نضید" کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کی کوئی عبارت بطور حوالہ کتاب میں درج نہیں کی۔
6. مؤلف نے قصیدہ میمیہ کی تخمیس اور شروح کرنے والے شعراء اور مؤلفین کا ذکر کتاب میں کیا ہے لیکن بعض کے سنین وفات درج نہیں کیے۔ مثلا صفحہ ۳۴ پر تخمیس کرنے والے شعراء کا ذکر کیا ہے وہاں پر سیریل نمبر ۴ پر مصطفیٰ بن الجواد الخالصی کا سن وفات درج نہیں ہے۔ اسی طرح شروح کے مؤلفین کے تذکرے میں صفحہ ۳۵ سیریل ۴ پر شرح قصیدہ الفرزدق: قاسم رسائی بن حسین مشہدی کا سن وفات درج نہیں ہے۔ جس سے اس بات کا تعین کرنا مشکل ہے کہ یہ تخمیس یا یہ شرح کس زمانے میں قلم بند کی گئی۔

خلاصہ کلام

فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ کا تحقیقی و تفصیلی جائزہ لینے کے بعد یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مدحت امام زین العابدینؑ اور قصیدہ میمیہ کے حوالے سے علامہ بدایونی کی ایک شاہکار تالیف ہے۔ جس میں مؤلف نے روایتی ڈگر سے ہٹ کر تحقیقی اور تجزیاتی اسلوب کو پیش نظر رکھا ہے۔ اسلوب تحریر آسان اور عام فہم ہے۔ جس کی وجہ سے ایک عام قاری آسانی سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ اردو زبان میں مدحت اہل بیت خصوصاً مدحت امام زین العابدینؑ اور قصیدہ میمیہ کے حوالے سے انتہائی مدلل اور جامع معلومات کا خزانہ ہے اس لیے علمی حلقوں میں اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ فریداقبال، قادری، شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن، مجلّہ بدایوں، شہید بغداد نمبر 2014ء، ندارد، ندارد(2014):80۔
2۔ مولانا دلشاد احمد، قادری، خانوادہ عثمانیہ تعارف وخدمات، ماہنامہ جام نور عالم ربانی نمبر، ج11، شمارہ132(اپریل2014ء):72۔
3۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، خیرآبادیات، مکتبہ اعلیٰ حضرت، ندارد، ندارد(2011): 262۔
4۔ صاحبزادہ محمد عزام، قادری، آئینہ حیات عالم ربانی، ماہنامہ جام نور عالم ربانی نمبر، ج11، شمارہ132،(2014،) 96۔
5۔ علامہ اسیدالحق، بدایونی، تحقیق و تفہیم، دارالاسلام لاہور، ندارد، ندارد(2016): 426۔
6۔ صاحبزادہ محمد عزام، قادری، آئینہ حیات عالم ربانی، ماہنامہ جام نور، عالم ربانی نمبر، ندارد، ندارد، (ندارد): 97۔
7۔ علامہ اسیدالحق، بدایونی، تحقیق و تفہیم، دارالاسلام لاہور، ندارد، ندارد(2016): 425۔
8۔ صاحبزادہ محمد عزام، قادری، آئینہ حیات ربانی، ماہنامہ جام نور، عالم ربانی نمبر، ندارد، ندارد، (ندارد): 97۔
9۔ مولانا اسیدالحق، قادری، عطیف، شخص و عکس، ماہنامہ جام نور، عالم ربانی نمبر، ندارد، ندارد(ندارد): 109۔
10۔حافظ عبدالقیوم، قادری، ، خون کے آنسو رولا گئے ہو تم، مجلّہ بدایوں، شہید بغداد نمبر، ندارد، ندارد، (ندارد): 66۔
11۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، تحقیق و تفہیم، دارالاسلام لاہور، ندارد، ندارد(2016): 428۔
12۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 7
13۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 8
14۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 13
15۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 15
16۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 26
17۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 38
18۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 16
19۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 18
20۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 19
21۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 21
22۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 22
23۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 24
24۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 26
25۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 29
26۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 33
27۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 34
28۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 35
29۔علامہ اسیدالحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 36

30۔علامہ اسید الحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 37
31۔علامہ اسید الحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 38
32۔علامہ اسید الحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 41
33۔علامہ اسید الحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 43
34۔علامہ اسید الحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013):44
35۔علامہ اسید الحق، بدایونی، ، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013): 28

کتابیات

1. قادری، فرید اقبال، شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن، مجلّہ بدایوں، شہید بغداد نمبر 2014ء، ندارد، ندارد (2014)۔
2. قادری، مولانا دلشاد احمد، خانوادہ عثمانیہ تعارف وخدمات، ماہنامہ جام نور عالم ربانی نمبر، ج11، شمارہ132 (اپریل2014ء)۔
3. بدایونی، علامہ اسید الحق، خیر آبادیات، مکتبہ اعلیٰ حضرت، ندارد، ندارد (2011)۔
4. قادری، صاحبزادہ محمد عزام، آئینۂ حیات عالم ربانی، ماہنامہ جام نور عالم ربانی نمبر، ج11، شمارہ132، (2014ء)۔
5. بدایونی، علامہ اسید الحق، تحقیق و تفہیم، دارالاسلام لاہور، ندارد، ندارد (2016)۔
6. قادری، صاحبزادہ محمد عزام، آئینۂ حیات ربانی، ماہنامہ جام نور، عالم ربانی نمبر، ندارد، ندارد، (ندارد)۔
7. قادری، مولانا اسید الحق، عطیف، شخص و عکس، ماہنامہ جام نور، عالم ربانی نمبر، ندارد، ندارد (ندارد)۔
8. قادری، حافظ عبدالقیوم، خون کے آنسو رولا گئے ہو تم، مجلّہ بدایوں، شہید بغداد نمبر، ندارد، ندارد، (ندارد)۔
9. بدایونی، علامہ اسید الحق، فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ، ، بدایوں ہند، ندارد، ندارد، (2013)۔